ہیں:" بلکہ یہ ہے کہ "نبوت ختم ہو چکی ہے، اب صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں"۔ اسی معنی کی تشریح دوسری حدیث کرتی ہے کہ ذھب النبوۃ وبقیت المبشرات۔

کتاب کی زبان، انداز بیان، طرزِ استدلال حتیٰ کہ کتاب کے نام میں بھی قدامت کا رنگ نمایاں ہے۔ محترم مؤلف اور دیگر علماء کرام سے ہماری درخواست ہے کہ وہ طرزِ نگارش اور اسلوب بیان کو سہل بنانے اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کریں۔ اُن کے علمی افادات کے اصل مخاطب و محتاج وہ چند حضرات نہیں ہیں جنہوں نے علماء کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرکے سندِ فراغ حاصل کر لی ہے بلکہ مسلمانوں کی وہ اکثریت ہے جو معمولی لکھی پڑھی ہے یا جس نے جدید تعلیم حاصل کی ہے اور در اصل سمجھانے کی ضرورت انہی لوگوں کو ہے، کیونکہ سب سے زیادہ گمراہی کے خطرے میں یہی لوگ مبتلا ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت کی جو اہمیت دین میں ہے اور قادیانی فتنے نے جو صورت حالات پیدا کر دی ہے اُس کی وجہ سے ضرورت اِس امر کی ہے کہ ایسی کتابوں کا اندازِ تحریر و استدلال سہل اور آج کل کے ذہنوں کو اپیل کرنے والا ہو، تاکہ ان کی اشاعت عام ہو۔ لیکن علماء کی بعض تحریرات میں اس کی بڑی کمی ہے مثلاً اسی کتاب کے صفحہ ۱۳، ۱۴ کے بعض فقرات ملاحظہ ہوں جو آیۂ خاتم النبیین کی تفسیر کے دوران میں تحریر ہوئے ہیں:-

"آیت مذکورہ کے پہلے جملے میں ابوت جسمانیہ کی نفی فرمائی اور دوسرے میں ایک شبہ کا ازالہ فرمایا۔ . . وہ یہ کہ ابوت کی نفی سے شفقت کی نفی کا شبہ ہوتا تھا کہ شاید جب ابوت منتفی ہوگئی تو شفقت پدری جو ابوت کا خاصہ لازمہ ہے وہ بھی منتفی ہو جائے تو ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے ساتھ جسمانی ابوت کا علاقہ نہیں لیکن علاقۂ نبوت و رسالت ہے اور رسول امت کا روحانی باپ ہوتا ہے جو شفقت و عنایت میں جسمانی باپ سے کہیں بڑھ کر ہوتا ہے اور چونکہ بیٹا باپ کا وارث ہوتا ہے، اس لیے اثبات نبوت توریث نبوت کو موہم تھی اس لیے شبہ کے ازالہ کے لیے خاتم النبیین کا لفظ بڑھایا۔"

ایسی زبان عربی مدارس کے درس میں تو سمجھ جاتی ہے مگر ایک عام اردو دان کے لیے اس کا سمجھنا

آسان نہیں۔

تاہم ان گذارشات سے کتاب کی افادیت یا جس مقصد اور جذبہ کے تحت یہ تحریر ہوئی ہے اس کا استخفاف ہرگز مقصود نہیں ہے۔ ناشرین کا یہ فعل بھی قابلِ قدر ہے کہ انہوں نے جو قیمت رکھی ہے وہ اصل لاگت سے اگر کم نہیں تو شاید زیادہ بھی نہ ہوگی، اور مفت تقسیم کرنے والوں کے لیے اور تاجر حضرات کے لیے ۲۵ فی صد کی مزید کمی کر دی ہے۔ کتابت و طباعت کا معیار بھی اچھا ہے۔

مرزائیوں کی خوفناک چالیں۔ مرزائیوں کے خطرناک ارادے۔ مرزائیوں کا اصلی چہرہ

یہ تینوں رسالے بھی مکتبۂ صدیقیہ، ملتان کے شائع کردہ ہیں۔ ہر ایک کی قیمت ایک ایک آنہ ہے پہلے رسالے کی ضخامت چوبیس صفحات اور بقیہ دونوں کی سولہ سولہ صفحات ہے۔

اگرچہ قادیانیوں کی مخصوص ذہنیت کی جھلک اُن کے ہر قول و فعل میں نمایاں ہوتی ہے لیکن اُن کے بنیادی عقائد و افکار اور حقیقی عزائم اور منصوبوں کا کوئی صحیح اندازہ اُس تبلیغی لٹریچر سے نہیں ہو سکتا جسے یہ لوگ خاص "سلیقے" اور احتیاط کے ساتھ مرتب کر کے وقتاً فوقتاً اپنی امت سے باہر کے لوگوں کو ہدیۃً پیش کرتے یا بھیجتے رہتے ہیں۔ ان کے عقائد و نظریات معلوم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی مرزا غلام احمد آنجہانی اور اُن کے خلفاء کی اُن تحریروں کا مطالعہ کرے جو ان کی بنیادی دعوت کو پیش کرتی ہیں یا پھر اُن اخبارات و رسائل کو دیکھتا رہے جو اس جماعت کے آرگن اور ترجمان ہیں اور جن میں اکثر جماعتی ہدایات شائع ہوتی رہتی ہیں۔ یہ تینوں زیرِ تبصرہ رسالہ جات اسی تصویر کے دوسرے اور حقیقی رُخ کو پیش کرتے ہیں۔ ان رسائل میں اصل قادیانی مآخذ سے پورے حوالوں کے ساتھ چند ایسے اقتباسات دیے گئے ہیں جن سے بہت آسانی سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ قادیانیت کا تمام دنیا کے مسلمانوں کے مقابلے میں مذہبی، سیاسی، معاشرتی اور معاشی موقف کیا ہے۔ ناشرین نے یہ اعلان بھی کیا ہے کہ اگر ناظرین کو قادیانی کتب کے جدید ایڈیشنوں میں حوالے نہ مل سکیں تو وہ ملتان خط لکھ کر اصل حوالے طلب کر سکتے ہیں۔ مفت تقسیم کرنے والے اور تاجر حضرات یہ رسالے تین روپے دو آنے فی سینکڑہ کے حساب سے خرید سکتے ہیں۔